

ایک آدمی کو کھانا، مگزن ایک شوہر بڑھ تھا

موسیٰ کے خزانے سے <https://www.facebook.com/groups/372605677178945/>

توشہ خاصہ ۵ دوسرا رنگ ۵ تزیینہ ۱۰ شہ ۴۰ جمیلہ

آگے فرمائیے

میں شادی کے معاملے میں بڑا بد قسمت ہوں

اس معاملے میں آپ اکیلے بد قسمت نہیں ہیں

میں جانتا ہوں لیکن میرا معاملہ دوسروں سے مختلف ہے

اپنی جوی سے ایک عجیب غریب شکایت ہے۔ میں شروع سے

آپ کو بتاتا ہوں ورنہ شاید آپ کیس پوری طرح نہ سمجھ سکیں۔ میری

شادی بھی عجیب انداز میں ہوئی تھی۔ کیا آپ اس بات پر یقین رکھتے

ہیں کہ کچھ خیالات کچھ لوگوں کے لیے زہریلی طرح خطرناک ہوتے ہیں؟

میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ ممکن ہے آپ کا خیال صحیح ہو۔

مجھے پورا یقین ہے۔ کچھ خیالات بہت خطرناک ہوتے ہیں

آدمی کے دماغ میں گھس جائیں تو اسے دیکھ کی طرح پاٹ جاتے

ہیں یا پاگل کر دیتے ہیں۔ ان کی گرفت مضبوط سے مضبوط ہوتی جاتی

ہے سکون درجہ برجم ہر جاتا ہے، معمولات بدل جاتے ہیں فیصلہ

کی قوت ختم ہو جاتی ہے غرض آدمی تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ وکیل

اپنے موکل کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ موکل کتا رہا اب سنئے میرے ساتھ

وہ پیرک کا مشورہ دیکھ لیا تھا۔ طلاق کے مقدمات جینے کے

سلسلے میں دودھ اور اس کی شہرت تھی۔ اس کا نام بونٹران تھا۔ وہ

دفتر پہنچا تو انتظار گاہ میں اسے ایک نئی صورت نظر آئی۔ اس نے اپنے

کمرے کا دروازہ کھولا اور نئے موکل کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ کیا موکل

درمیانے قد، دھڑلے جسم اور سرخ و سفید چہرے کا مالک تھا اس کی

آنکھیں زندگی کی تڑپ سے روشن تھیں۔ تشریف لے گئے جناب!

موکل نے کرسی پر بیٹھ کے پہلو بدلا پھر آہستہ سے کھانٹے ہوئے

کہا۔ موسیٰ بونٹران! میں طلاق کا مقدمہ لے کے آیا ہوں۔ اس مقدمے

میں آپ کی پیروی میرے لیے اطمینان و تسرت کا باعث ہوگی۔ وہ

خاموش ہو گیا۔

آپ بولتے رہے ہیں سن رہا ہوں۔

آپ کی طرح میں بھی ایک وکیل ہوں لیکن اب سبک دوش

ہو چکا ہوں۔

اتنی جلدی؟

جی ہاں مالا کہ میری عمر صرف اڑیس سال ہے۔

telegram link https://t.me/+1_Fxda8LnVVI0GU0



کیا ہو میری سماشی حالت کمزور تھی لیکن میں غریب نہیں تھا، ہمیشہ اپنے اوقات پر کڑی نظر رکھتا اور زیادہ سے زیادہ بچت کرتا۔ اس کی وجہ سے اپنی تمام خواہشات بے رقی سے کپلنی پڑتی تھیں میں نوجوان تھا، نوجوانی میں یہ کام بہت مشکل اور تکلیف دہ ہوتا ہے۔ میں اپنے کام کے سلسلے میں اخباری اشتہارات روز پڑھتا تھا۔ دوسرے کے اشتہارات دیکھتے تھے، تجارتی اور ذاتی۔ ذاتی اشتہارات کا موضوع عموماً شادی ہوا تھا، یہ اشتہار شادی کی خواہش مند خواتین اور مرد شائع کراتے تھے۔ ایک دن ایک چھوٹا سا اشتہار میری نظر سے گزرا، اس کا متن مجھے آج بھی اچھی طرح یاد ہے۔ سنیے ایک خوب صورت تعلیم یافتہ، اچھے فائنانس کی نوجوان خاتون، بیچیں لاکھ فرائم کی مالک، ایک معزز اور شریف آدمی سے شادی کی خواہش مند ہے۔ خط و کتابت براہ راست کیجیے۔ اتفاق سے اسی رات میں نے ایک ہوٹل میں کھانا کھایا۔ وہ دوست میرے ساتھ تھے، ایک وکیل تھا، وہ مراصنعت کار۔ میں نے سنتے ہی انھیں بتایا، بیچیں لاکھ فرائم کی مالک ایک نوجوان عورت شادی کرنا چاہتی ہے۔ آج اشتہار پڑھا تھا صبح۔ یہ کس قسم کی عورتیں ہوتی ہیں؟ "صنعت کار نے کہا۔

وکیل کران معاملات کا فاسما تجربہ تھا، اس نے کئی شادیاں کرائی تھیں۔ میری طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا: اس خاتون سے تم کہیں شادی نہیں کر لیتے؟ بیچیں لاکھ فرائم تمہاری زندگی بدل دیں گے، تمام پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ ہم تینوں خوب ہنسے، ایک گھنٹے بعد میں گھر آ گیا۔

رات انتہائی سرد تھی۔ میں شے کے پرانے حصے کی ایک قدیم عمارت میں رہتا تھا۔ میں نے میرے صوفیوں کی آہنی دیگ پر ہاتھ رکھا تو اس سے جسم میں ایک سرد لہر دوڑ گئی۔ میرے صوفیوں پر اندھیرا تھا۔ میں نے دوسرے ہاتھ سے دیوار پر ٹپکی مڑی کی ایک اونڈ بھرت لہر چلی میں گھسی پل گئی۔ دیوار میں سلیں تھیں اور موسم انتہائی سرد تھا مگر میرے پاس حسب ضرورت گرم کپڑے نہیں تھے، مجھے اپنی مالی کمزوری قدرت سے خوس ہوئی۔ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا، کاش وہ بیچیں لاکھ فرائم میرے ہتھ میل سونے کا کرہ دیا ہی تھا جیسے کنواؤں کے کرے ہوتے ہیں پڑے کر سیں پر مستشرق اخبارات فرش پر ناٹیں مینے بکھری ہوئی الماسیاں نقل ہوئی اور ہار پی خانے میں برتن سے بئے۔ میں آپکے سچ بولوں گا، اس سے پہلے میرے ذہن میں اشتہار والی خاتون کا خیال نہیں آیا تھا۔ برف سے گھنڈے بستر میں نیند کیسے آتی؟ میں ٹھٹھہ مار رہا، کروڑوں بلٹارہ۔ خاتون کی شکل و صورت میرے تصور میں مختلف روپ و حالتی رہی۔ صبح آٹھ بجے مجھے ایک فردی کام کے لیے پہنچنا تھا لہذا چنبکے بستر چھوڑ دینا پڑا۔ میں نے کرکڑاٹے ہاتھ میں منہ دھویا۔

مجھے بے اختیار بیچیں لاکھ فرائم یاد آ گئے، غمزدی کامنڈا کے میں دفتر پہنچا۔ ہر طرف پرلے کا فزات کی ناگوار نوپھیلی ہوئی تھی، میزوں پر سال خوردہ نائٹوں کا اخبار تھا، ٹکڑوں کے تسموں سے جھکے آٹھ لپے تھے ان کے جڑتے کپڑے اور سستے تیل میں تھڑے بئے بال بھی گندے تھے۔ مڑی کڑا کے کی پڑ رہی تھی۔ روز کرکڑا، ہر منٹے بھی بہت کم کرکڑا ملتے ہوں گے۔ دفتر کا درجہ حرارت تقریباً پینسٹھ ڈگری تھا دوپہر میں نے حسب معمول دفتر کے سائنس والے ہوٹل میں کھانا کھایا، میرا کھانا سلاٹس اور پیئر پشٹل ہوتا تھا سلاٹس ملے ہوئے تھے۔ پیئر غراب ہو کے کرکڑا ہو گیا تھا۔ میں نے جیسے کھانا ذہر کرکڑا اور دفتر کے کام میں مصروف ہو گیا۔ کام میں دل نہیں لگا۔ میرا ذہن دواصل بیچیں لاکھ فرائم میں الجھا ہوا تھا۔ وہ نوجوان خاتون کون ہے؟ کیسی ہے؟ اس کے متعلق معلومات حاصل کر لینے میں کیا مصافقہ ہے؟ تقریباً دو بجے تک اس خیال نے مجھے دیراندہ بنائے رکھا۔ یہ خیال مجھے اذیت دیتا رہا، میرے دماغ سے ہٹا رہا۔ جو تکالیف اور پریشانیاں میں نے کبھی عسری نہیں کی تھیں، مجھے مغرت نظر آنے لگیں۔ رانی، سپاڑ بن گئی۔ بیچیں لاکھ فرائم کی مالک مجھے اپنے مصائب کا واحد حل معلوم کرنے لگی۔ میرے خیال نے اس کے متعلق ایک قابل قبول کمائی بن لی۔ کسی معزز خاتون کی چشم و چراغ ایک خاتون خوب صورت نوجوان بیچیں لاکھ فرائم کی ذاتی جائداد۔ یہ مالیت میرے لیے حیران کن اور غیر معمولی نہیں تھی میں اس سے بڑی بڑی رقموں کے اشتہارات پڑھتا رہتا تھا، میرے نزدیک ان رقموں کا ذکر چاہے کے طوط پر کیا جانا تھا تاکہ اچھا شو بہرہ آگئی، بیوی شکار کی جا سکے۔ بیچیں لاکھ فرائم تو دوسرے اشتہاروں کے مقابلے میں بہت کم مالیت تھی اس لیے مجھے خیال آیا، اس پیش کش میں صداقت کا امکان ہے۔ ہو سکتا ہے، کرنی معزنا اور فائدہ دانی شخص گھر طر ملازمت کی زلفوں کا امیر ہو گیا ہونے چھے میں ایک لڑکی پیدا ہوئی ہر پھر اسے اپنے غیر قانونی باپ کی وفات پر طر متوقع دولت ملی ہو سکتا ہے، یہ علم ہوا ہو کہ وہ ناجائز اولاد ہے۔ لڑکی نے شرمندگی سے بچنے اور خرقہ زنگ گرانے کے لیے اخبار میں اشتہار دے دیے وہ اپنے خرم تاک پس منظر کی وجہ سے کسی اجنبی مرد کی بیوی بننا چاہتی ہے۔ ایسے اشتہار شکوک امنی کے اثرات مانے جاتے ہیں۔ میرا یہ مفروضہ اتنا سہی لیکن یہ رومانی نادلیں بے تحاشا پڑھنے کا منطقی نتیجہ تھا۔

میں نے وکیل کی حیثیت سے اپنا ایک فرضی ہوٹل تخلیق کیا۔ منزل کی طرف سے خاتون کو خط لکھا اور جواب کا انتظار کرنے لگا۔ پانچ روز میں بجے سہ پہر کے قریب میں دفتر میں کام کر رہا تھا، بیڈ کرکڑا نے اسے بتایا: مرسیو، ایک خاتون آپ کے لئے تشریف لائی ہیں ان کا نام

لورین ہے۔

لورین کی عمر تیس سال ہوگی، دراز قامت، ٹھوس بدن اور صحت مند وہ بھگتی ہوئی میرے کمرے میں آئی۔ میں نے کہا: "تشریف لیجئے، ماما!" وہ میرے سامنے کی کرسی پر بیٹھ گئی۔ میں اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ اُس نے میری نظریں بھانپ کے وحشیانہ آواز میں کہا: "آپ مجھے خط لکھا تھا جناب؟"

- شادی کے بارے میں؟ -

- جی ہاں۔ اُس کی چمکیں جھجک گئیں، گال لال ہو گئے۔

- اچھا۔ میں نے چلو بدلا۔

- میں نے خط لکھنے کے بجائے خود اپنا پسند کیا۔ وہ باوقار لہجے میں برلی۔ اسی چیز پر خط و کتابت سے صمیم طے نہیں کی جاسکتی۔

- مجھے اتفاق ہے ماما! آپ شادی کرنا چاہتی ہیں؟ -

- جی ہاں۔

- آپ کے والدین؟ -

اُس نے جھجک کے نظریں جھکا لیں اور ماتمک اہم کہنے لگی۔
- نہیں... میری والدہ اور... میرے والد... دونوں فوت ہو چکے ہیں۔

میں نے غور سے اُسے دیکھا مگر یا میرا مفروضہ درست تھا؟
میرا دل اُس کے لیے دم سے بھر گیا۔ مزید سوالات کر کے میں اُسے شرمندہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے موضوع بدل دیا: آپ کی جاملو "لورنام" قرضوں اور اٹھانے والی سے متبراً ہو گئی؟

وہ جواب دینے میں قطعاً نہیں جھجکی۔ ہاں بالکل متبراً۔
میں نے بہت توجہ سے اُس کا سر پاٹھوڑا۔ سچ پوچھیے تو میرے سامنے جو کچھ تھا، خوش گوار تھا۔ ماما لورین ایک تھمل صورت پرکشش اور باوقار عورت تھی البتہ اُس کی عمر میری توقع سے زیادہ ثابت ہوئی۔ میرا منصوبہ یہ تھا کہ فرضی ہوٹل کی جانب سے اُس سے ملاقات کروں گا اور ادا شدہ لگانوں کا کہ عینیس لاکھ فرانک کا دعوامطلوبہ تو نہیں ہے؟ اگر دعوادست نکلا تو میں خاتون پو پو خا بر کروں گا کہ اُس کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہوں پھر فرضی ہوٹل کو راستے سے ہٹا کر خود اُس سے لٹادی کر لوں گا۔ میں نے مختصر لفظوں میں اُسے بتایا: ماما! میرا ہوٹل ایک بھینڈ اور بدبلا آدمی ہے اُس کا تعلق ایک معزز خاندان سے ہے لیکن جسمانی طور پر وہ کچھ مفید ہے۔

لورین نے جلدی سے کہا: میں سو دن درست مردوں کو پسند کرتی ہوں۔

- ٹھیک ہے مگر آپ سے ہوٹل سے طے فرما دیا! شادی کے بارے میں آپ ہی کا فیصلہ آخری ہوگا تاہم کوئی رٹے قائم کرنے سے پہلے اُس سے ملاقات کر لیجئے۔ آج کل وہ لندن گیا ہوا ہے تین

چار روز میں آجائے گا:

• ادھر یہ بری خبر ہے: لورین نے کہا: میں دوسرے شہر سے آئی ہوں یہاں پر قیام ہوٹل میں ہے۔

- کیا آپ کو جلدی واپس جانا ہے؟ -

- جی نہیں لیکن میں یہاں اکیلی ہوں۔

- کوئی بات نہیں۔ آپ چند روز قیام کیجئے مجھے فرصت ملے تو آپ کو شہر گھمانے کی کوشش کروں گا۔ آپ کا دل بھلا ہے گا۔

- آپ بہت اچھے آدمی ہیں جناب! میں اتنا ہی متفکر ہوں۔

- آپ کون سے ہوٹل میں ٹھہری ہیں؟ - میں نے دریافت کیا۔

ہوٹل کا نام سن کے میں چونک پڑا۔ لورین شہر کے بہترین ہوٹل میں مقیم تھی۔ میں نے پوچھا: آج رات کا کھانا آپ سیرکاتھ تھال

فرما سکتی ہیں؟

وہ بے یقینی سے کچھ سوچتی رہی پھر ایک فیصلے پر پہنچ گئی۔ جی ہاں۔

میں اُسے باہر تک رخصت کرنے گیا۔

ٹھیک سات بجے شام میں ہوٹل پہنچ گیا۔ وہ تیار بیٹھی تھی۔

میں اُسے ایک عمدہ رستوران میں لے گیا۔ برے فحشے واقف تھا

انھوں نے ہماری خوب خاطر مدارت کی سکھانے کے بعد ہم دھڑلے

کی گفتگو کرنے لگے۔ ایک گھنٹے بعد وہ فحشے بے تکلف ہو گئی اور

اپنی کہانی سنانے لگی۔ اُس کی ماں ایک اونچے گھرانے سے تعلق رکھتی

تھی اُس کا باپ ملک کا ایک عزت دار آدمی تھا۔ وہ اُن کی باہار

اولاد تھی۔ اُن کی وفات پر اُسے دونوں کی طرف سے دولت ملی تھی

نے اپنے والدین کے ہم نہیں جانے انکار کر دیا۔ میں نے دولت کے

بارے میں سوالات کیے اُس نے پورے اعتماد سے سب کچھ بتا دیا۔

رقم کتنی ہے صنعتی حصص کتنے ہیں کل سالانہ آمدنی کتنی ہے اور

سرایہ مزید کہاں کہاں لگا ہوا ہے کاروباری معاملات میں وہ مام

عورتوں سے مختلف تھی بلکہ شاید اُس کا تجربہ فحشے سے بھی زیادہ تھا اُس

نے اپنی دولت کی سرایہ کلیدی بڑی سوچ بوجھ سے کی تھی۔ میں اُس سے

ایک مہرے تکلف نہیں ہوا لیکن میری نظروں نے اُسے جادیا کر اُس نے

مجھے کہنا سنا کر کیا ہے۔ اُس کی خود اعتمادی دیکھنے کے قابل تھی۔ میں نے

امرا کر کے اُسے تھوڑی سی ٹیمیں چلائی، خود بھی بی۔ بھر پور کرنے

لگا۔ میں خوف زدہ ہو گیا، اپنی طرف سے بھی اُس کی طرف سے بھی۔

شراب پی کر میرے اعصاب تھلے میں نہیں بہتے تھے جلدی لے

میری ہو گیا کہ اُس کی کیفیت بھی مجھ سے مختلف نہیں ہے۔ میں نے

وہی رد و موڑنے کے لیے اُس سے دوبارہ دولت کی گفتگو شروع کر دی۔

ماما! میرا ہوٹل ایک تاجر ہے وہ بہت کے خبر کوئی بات نہیں کہ

...

...

میں تمام ثبوت ساخدا لائی ہیں۔ اس نے بیلے بیلے اغاڑیں
بیت کرے میں موجود ہیں۔

کیا آپ مجھے دکھا سکتی ہیں تاکہ میں اپنے مکمل کو یقین دلا سکوں؟
کیوں نہیں۔ ابھی چلیے۔ وہ کھڑی ہو گئی۔ میں نے بل ادا کر دیا۔
وہ مجھے اپنے ہونٹ لے گئی۔ واقعی تمام ثبوت اس کے ساتھ
میں نے ہر کاغذ غور سے پڑھا اور پتکھا۔ پتیس لاکھ فرانک کی خطیر رقم
میرا پیسہ تھا۔ میں نے اسے سرسٹ سے جھونٹ لیا۔ اس میں پتیس لاکھ
فرانک تھے۔ میری دیکھا دیکھی لودین بھی دنگل گئے تھے۔ میں نے اسے آخری
بند بچھ لیا۔ وہ میرے مہذبات کی شدت سے مغلوب ہو گئی۔

بعد میں وہ بہت روئی۔ میں بھی سخت خرم سا تھا۔ اس نے
پیسوں کے دیان مجھ سے کہا۔ جو بڑا تھا ہو گیا۔ آئندہ کے لیے معذرت
نہی بے وفائی نہیں کرو گے؟ واقعی میری بے وفائی اسے برباد کر دیتی۔
مجھے سکتا ہو گیا اور میں نے کچھ سوچے بغیر اس سے وعدہ کر لیا۔

گھر آ کر میں ساری رات سوچا رہا۔ ذرا سی لغزش نے نقشہ بدل
دیا تھا۔ میں نے اپنے مکمل کے اعتماد کو محض پہنچائی تھی۔ اگر مکمل فری
نہیں جھٹکتی ہوتا تو بات شاید اتنی سنگین نہ ہوتی۔ مگر میں تو خود مکمل تھا۔
میں نے خود سے غلطی کی تھی۔ اپنے آپ کو دھوکا دیا تھا۔ میں لودین کو
علاات کے رقم و کرم بے چھوڑ کے ملک ہو سکتا تھا۔ لیکن پتیس لاکھ فرانک
کا کیا ہوتا؟ یہ رقم ایک محسوس غنیمت تھی۔ ویسے بھی مجھے کیا حق پہنچتا
تھا کہ ایک بے عیاری کو لوٹ لاٹ کے علاات کے مقابلے میں تنہا
چھوڑ دوں؟ وہ غریب عورت میری وجہ سے مذہب باقی رہتی تھی لیکن ایک
تلخ سوال یہ تھا کہ کیا میں ایسی عورت سے نباہ کر سکوں گا جو اتنی آسانی
سے بے حس ہوتی ہو؟ میں رات بھر کو میں بدلتا رہا، خود پر لعنت بھیجتا
رہا اور مستقبل سے ڈرتا رہا۔ مفاد خیالات میری شخصیت تقسیم کرتے رہے۔

صبح اٹھ کر میں نے صاف تھرا لباس پہنا اور لودین سے ملنے
پہنچ گیا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی شرم ہو گئی۔ میں نے سر جھکا کے کہا۔ میں
بے حد شرمندہ ہوں۔ سارا قصور میرا تھا۔ اب یہ لغزش بھانسنے کا مڑنا ایک
فریقہ ہے شادی کیا آپ مجھ سے شادی کے لیے آمادہ ہیں؟
جی... جی۔ اس نے ہسٹل کے اقرار میں سر ہلایا اور گھبراہٹ
ہم نے اسی روز شادی کر لی۔

چھ ماہ بہت اچھے گزے۔ میں نہایت خوش تھا۔ لودین بے حد
اچھی بوی ثابت ہوئی۔ مجھے کبھی اس نے کسی شکایت کا موقع نہیں دیا۔
میں نے دفتر جانا چھوڑ دیا۔ میری بوی کی آمدنی کافی تھی۔ میں کچھ کیے
حصے بغیر اطمینان سے زندگی گزار سکتا تھا۔

آہستہ آہستہ میں نے محسوس کیا کہ میری بوی اکثر گھر سے کہیں
باقی ہے اور گھنٹوں غائب رہتی ہے۔ میں اس کی آمد و رفت پر نظر

رکھنے لگا۔ وہ ہر منٹ اور جمعے کو گھر سے باقی اور وہیں گھنٹے غائب ہوتی۔
صاف ظاہر تھا کہ وہ مجھ سے بے وفائی کر رہی ہے۔ ایک سال میں نے
اس کے تعاقب کا فیصلہ کیا۔ آج کل تھا۔ ایک بچے دوپہر کے قریب
وہ گھر سے نکلی۔ دوڑ کر مجھے دیکھے بغیر پھیل چلی۔ میں نے اسے گھر گئی۔
بل سے گزرتے ہی وہ غماط ہو گئی اور بار بار مڑ کر دیکھنے لگی۔ میں منہ دوس
کے لباس میں تھا۔ وہ مجھے نہیں پہچان سکی۔ ہمارے درمیان فاصلہ ہی کافی
تھا۔ وہ ریلوے اسٹیشن پہنچ گئی۔ میں نے سوچا، اس کا پانچواں ایک
بچ کر نیٹا لیس منٹ کی ٹرین سے آتا ہو گا۔ میں ایک دکان کے چمچے
چھپ کر ٹنگرائی کرنے لگا۔ ٹرین سیٹی بجاتی پٹریٹ ٹارم پہ آئی۔ سارا
کار بڑا اٹھلا۔ لودین ٹرین کی طرف بڑھی اور کسی کو دیکھ کے اس کی طرف
بھاگ۔ چند لمحوں بعد وہ ایک تین سالہ بچی کو سینے سے چٹائے پیار کر
رہی تھی۔ بچی کے ساتھ ایک دیہاتی عورت تھی، وہ بچی کے لیے لودین کی
دارنگی دیکھ کر سکرانے لگی۔ لودین کو اچانک کچھ خیال آیا۔ وہ پٹری اور
ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اس کی نظریں ایک دوسری دیہاتی بچہ کے گم گم
دیہات کی گرد میں ایک اور بچی تھی۔ لودین پہلی بچی کا ہاتھ تھامے ہوئے
دوسری بچی کی طرف بڑھی اور اسے گراہ میں لے کر بے تابی سے پیار کرنے
لگی۔ چند منٹ بعد اسے سکون آ گیا۔ وہ دونوں بچیاں اور دیہاتوں کے
ساتھ اسٹیشن سے نکل گئی۔

میں حیران و پریشان گھر آ گیا۔ اتنا تو میں کہہ گیا تھا کہ وہ دونوں
بچیاں لودین کی ہیں لیکن میں کچھ اور نہیں سمجھ سکا۔ مجھ میں اس معاملے
پر قیاس آرائی کی جہمت نہیں تھی۔ وہ گھنٹے بعد میری بوی نے گھر میں
قدم رکھا۔ میں اس کی طرف پلٹ کر لودین! وہ بچیاں کون تھیں؟

وہ ہکا بکا کہ گئی۔ کون سی بچیاں؟

جن سے ملے تم اسٹیشن گئی تھیں؟

اس کے منہ سے سچ نکلا۔ وہ بے ہوش ہو گئی۔ بہت دیر میں ہوش
آیا۔ میرے اصرار پر اس نے چکیاں لیتے ہوئے بتایا کہ وہ چار بچوں کی
ماں ہے۔ دو لڑکیاں ہیں۔ دو لڑکے ہیں۔ منگل کو وہ لڑکیوں سے ملنے
جاتی ہے۔ جمعے کو لڑکوں سے۔ چاروں بچے نامانوس اور پار مختلف حصوں
کی اولاد ہیں۔ اُن۔ میری بوی کو پتیس لاکھ فرانک انھی مردوں سے ملے
تھے۔ اس نے چند لمبے توقف کیا پھر ایک سرواہ بھوکے بولے۔ یہ تھی
میری نکل رو داد۔ اب آپ کا کیا مشورہ ہے؟ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

بوزن ان سر جھکا کے کچھ سوچنے لگا۔ چند منٹ بعد اس نے سر
اٹھایا اور گھبراہٹ میں کہا۔ میرا مشورہ یہ ہے جناب کہ آپ ان بچوں
کو قانونی طور پر اپنی اولاد تسلیم کر لیجیے۔

